پروفیسر محمد عبدالجبار شیخ

رأفت و رحمت کا ظہور کامل

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ

کان النبی یبعث الی قوم خاصۃ وبعثت الی الناس کافۃ (1)

مجھ سے پہلے نبی خاص اپنی قوم کیلئے مبعوث ہوا کرتے تھے۔ جبکہ میں تمام نوع انسانی کی جانب نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں' تو نہ صرف اپنی بعثت عامہ کا ذکر فرمایا بلکہ اپنی ذات با برکات میں موجود صفت رحمۃ للعالمین کا تذکرہ بھی فرمادیا جس صفت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یکتائے خلائق ہیں۔ ویسے تو آپ کی تمام خصوصیات اپنی جگہ مسلم اور پائیدار ہیں اور آپ کی سیرت طیبہ کا ہر پہلو بے نظیر اور بے مثال ہے لیکن صفت رحمت یقیناً اپنی مثال آپ ہے جس سے متصف ہو کر آپ کی ذات پاک سراپا رحمت اور مجسمہ شفقت و رأفت ہیں چنانچہ فرمایا :

وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین (2)

ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلئے رحمت ہی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

لفظ رحمت سے مراد:۔

رحم رحمت اور مرحمت کے معنی ہیں رحم کرنا ترس کھانا اور کسی کے ساتھ ایسی خیر خواہی کرنا جس میں گداز قلب موجود ہو جدید نفسیات کی رو سے یہ ایک ایسا فطری جذبہ ہے جس میں مادری جبلت پائی جاتی ہے۔ اور جس کے تحت رحم کرنے والا ہر وقت دوسروں کی پرورش اور خبر گیری کیلئے بے تاب رہتا ہے۔

اسی لئے رحم نسبی قرابت رشتے داری اور رحم مادر کو بھی کہتے ہیں جو ماں کی ممتا کا دوسرا نام ہے۔ اور انسانی سطح پر رقت و گداز کا ایسا مرکز اور محور کہ ہر آن عزیز و اقارب کے واسطے تڑپتا اور متحرک رہتا ہے۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ رحمت وہ رقت ہے جو رحم کے طالب کیلئے احسان اور نیکوکاری کا تقاضا کرتی ہے۔ کبھی مجرد رقت کو بھی رحمت کہتے ہیں اور کبھی صرف احسان کو جو رقت کے بغیر ہو۔ جیسے رحم اللہ فلانا اس واسطے جب اسکی نسبت مالک کی طرف ہوگی تو احسان مراد ہوگا۔ جب اسے بندے کی طرف منسوب کیا جائیگا تو رقت مراد ہوگی۔ (3)

مولانا ابوالکلام آزاد الرحمٰن اور الرحیم کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ عربی میں رحمت عواطف کی ایسی رقت اور نرمی کو کہتے ہیں جس سے کسی دوسری ہستی کیلئے احسان اور شفقت کا ارادہ جوش میں آجائے پس رحمت میں محبت شفقت فضل احسان سب کا مفہوم داخل ہے اور مجرد محبت لطف اور فضل سے یہ بات زیادہ وسیع اور حاوی ہے۔ (4)

صفت رحمت وسیع ہے

اس طرح صفت رحمت کے معنی میں اس قدر وسعت ہے کہ تمامتر پدرانہ مادرانہ معلمانہ اور مربیانہ محبتیں اور شفقتیں ہمدردی و غمگساری نیکی اور خیر خواہی کے ساتھ یکجا ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا فرمایا کہ

ورحمتی وسعت کل شیئی (5)

اور میری رحمت دنیا کی ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے

اور یہ امرواقعہ ہے کہ کائنات ہستی میں جو کچھ بھی خوبی و کمال ہے اور زندگی میں جس قدر حسن و جمال اعتدال و تناسب کے ساتھ موجود ہے یہ سب رب تعالیٰ کی رحمت ہے اور خالق کائنات کی رحمانیت اور رحیمیت کا پرتو ہے۔ اس واسطے صفت رحمت اتنی وسیع اور بے پایاں شے ہے کہ انسان ہو کہ غیر انسان' مومن ہو یا کافر' فرماں بردار ہو کہ نافرمان' رحمت ہر چیز پر حاوی اور محیط ہے اور اس کے افادہ و فیضان سے بیک وقت تمام مخلوق یکساں طور پر مستفید ہو رہی ہے۔ اس لئے فرمایا کہ

قل لمن ما فی السمٰوات والارض قل للّٰہ کتب علی نفسہ الرحمۃ (6)

آسمان و زمیں میں جو کچھ ہے وہ کس کے لئے ہے آپ فرما دیجئے کہ اللہ کیلئے ہے جس نے اپنے واسطے رحمت کو ضروری ٹھہرا لیا ہے۔

اس طرح حق تعالیٰ شانہ نے مخلوق کے ساتھ اپنے فضل و کرم سے رحمت کا معاملہ کرنے کا ذمہ لے لیا ہے چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا فرمایا تو ایک نوشتہ اپنے ذمہ وعدہ کا تحریر فرمایا جو ایک کتاب میں ہے جو عرش پر اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ

ان رحمتی تغلب علی غضبی وانا ارحم الراحمین (7)

میری رحمت میرے غضب پر غالب رہے گی اور زمین میں رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے توریت میں یہ لکھا دیکھا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آسمان زمین اور ان کی ساری مخلوقات کو پیدا فرمایا تو صفت رحمت کے سو حصے کر کے اس میں سے ایک

حصہ ساری مخلوقات میں تقسیم کر دیا- اس لیے انسانوں حیوانوں اور دوسری مخلوقات میں جہاں بھی رحمت کا کوئی اثر پایا جاتا ہے وہ اسی تقسیم کا حصہ ہے جو رب تعالیٰ نے فرمائی ہے رحمت کے باقی ننانوے حصے تو اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے لئے رکھے ہیں- (8)

عالمین کا مفہوم

رحمتہ للعالمین کے خطاب عظیم مین دوسرا اہم لفظ عالمین کا ہے جو عالم کی جمع ہے اور عالم سے مراد ہر وجود پذیر شے کا ایک طبقہ ہے- اس طرح کائنات میں کئی عالم ہیں جیسا کہ عالم جن' عالم ملائکہ' عالم انس وغیرہ اور عالمین سے مراد ہے کائنات کی جملہ مخلوقات اور تمام وجود پذیر اشیاء کے سارے طبقات یعنی دنیا بھر کی تمام اجناس انسان فرشتے جنات زمین آسمان چاند سورج ستارے ہوا فضا برق باراں غرضیکہ تمام مخلوقات حیوانات نباتات جمادات سب عالمین کے مفہوم میں شامل ہیں اور یہ بھی کوئی بعید نہیں کہ جیسا یہ ایک عالم ہے اسی جیسے اس سے باہر اور ہزاروں عالم خلا میں موجود ہوں امام رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا ہے کہ اس عالم سے باہر ایک لامتناہی خلا کا وجود دلائل عقلیہ سے ثابت ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے- اس کیلئے کیا مشکل ہے کہ اس نے اس لامتناہی خلا میں ہمارے پیش نظر عالم کی طرح کے اور بھی ہزاروں لاکھوں عالم بنا رکھے ہوں- (9)

حضرت ابو سعید خدری سے منقول ہے کہ عالم چالیس ہزار ہیں اور یہ دنیا مشرق سے مغرب تک ایک عالم ہے- باقی سب اس کے علاوہ ہیں حضرت مقاتل' امام تفسیر سے منقول ہے کہ عالم اسی ہزار ہیں- (10)

اس طرح عالمین سے مراد خالق کی ساری مخلوقات اور عرش سے فرش تک کون و مکاں پر مشتمل ساری کائنات ہو گی-

رحمتہ للعالمینؐ کا منصب جلیل

اس بناء پر رحمتہ للعالمینؐ کے خطاب عظیم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں اور کل کائنات ہست و بود کیلئے فیضان رحمت کا ذریعہ بنا دیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ ہر طبقہ کیلئے رحمت ہیں اور آپ کو مخلوقات کی ہر شے سے ہمدردی اور شفقت کی بنا پر رحمت عامہ کی ایسی نشانی اور علامت بنایا کہ جہاں پر اس کائنات کا مالک رب العالمین ہے وہاں آپؐ بھی رحمتہ للعالمین کے منصب جلیل پر فائز ہو کر تشریف لائے ہیں- اور اگر خالق کائنات رحمان و رحیم ہو کر اپنی بے پایاں رحمت کے ساتھ ساری مخلوقات پر حاوی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رؤف و رحیم ہو کر مالک کی وسیع و عریض رحمت کامل کے مظہر اتم ہو کر مبعوث ہوئے ہیں کہ جس پر وہ سارے عالم میں رحمتوں اور شفقتوں کے زمزمے بہا رہے ہیں-

قرآن کتاب رحمت ہے

اس حقیقت کے پیش نظر آپ کی لائی ہوئی کتاب بھی منبع رشد و ہدایت ہونے کے ساتھ کتاب رحمت بھی ہے فرمایا کہ

هذا بصائر للناس وهدى ورحمة لقوم يوقنون (11)

یہ قران انسانیت کیلئے واضح ولائل کی روشنی ہے اور یقین رکھنے والوں کے واسطے ہدایت و رحمت ہے۔

ایک اور مقام پر قران حکیم کو ہدایت و رحمت اور مریضان نفس کیلئے شفاء لما فی الصدور قرار دیا۔ فرمایا

يَاَيها الناس قد جاء تكم موعظة من ربكم و شفاء لما فى الصدور وهدى ورحمةً اللمؤمنين (12)

اے لوگو! یقیناً یہ کتاب ہمارے رب کی جانب سے موعظت بن کر آگئی ہے کہ اس میں دلوں کی بیماریوں کے واسطے نسخہ شفا ہے اور ایمان والوں کیلئے ہدایت و رحمت کا سامان ہے۔ نیز یہ بھی فرمایا

ان فی ذالک لرحمة وذكرى لقوم يؤمنون (13)

بلاشبہ یقین رکھنے والوں کیلئے اس کتاب میں سر تا سر رحمت و فہم و بصیرت ہے۔

شفقت و رحمت کی ترتیب

اس کتاب رحمت کے مطابق شفقت و رحمت کی ترتیب و تجسیم محض اس بات پر منحصر ہے کہ وہ دوسروں کیلئے کس حد تک نفع بخش اور افادۂ عام کا باعث بنتی ہے۔ کیونکہ ہمدردی و غمگساری محبت و الفت اور فضل و احسان کے جذبات اسی وقت کارگر ہوں گے جب وہ رحمت عامہ کے تحت افادہ و فیضان عام کا موجب ہوں ورنہ صرف افکار و خیالات کی حد تک انہیں رحمت نہیں کیا جا سکتا کیونکہ رحمت کلی طور پر عملی شے ہے اور فیضان عام سے ہی اس کا ظہور ہو سکتا ہے۔

منفعت خلائق کی بنیاد

اسلام کے اسی فلسفہ کے تحت رحمت کو دنیا و آخرت میں افادۂ عام اور منفعت خلائق کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ اور یہی وہ حکمت لازوال ہے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندگی بھر قائم رہے۔ اور انسان تو درکنار دیگر جانداروں اور حیوانوں کے ساتھ بھی رحمت و شفقت سے پیش آئے کہ تاریخ عالم میں اسکی مثال نہیں اس طرح رحمت عامہ کو پھیلا کر دنیا میں عام کرنے کی تلقین فرمائی تاکہ انسان دنیا و آخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہو کر عذاب جہنم سے بچنے میں کامیاب ہو۔ یہی وجہ ہے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم اکثر دعا فرمایا کرتے تھے کہ

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنة وفی الاٰخرة حسنة وقنا عذاب النار (14)

اے رب ہمارے ہمیں دنیا اور آخرت پر دو جہانوں میں بھلائی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔

یہ امت' امت رحمت ہے

رحمت عامہ اور افادۂ عام کے اسی تصور کے تحت امت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کو بھی امت رحمت بنایا گیا تاکہ اسکے افراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام رحمت کو اکناف عالم تک پہنچائیں اور آپ کے رحمتہ للعالمین ہونے کے عظیم منصب کو دنیا والوں کے سامنے عملی طور پر اس طرح پیش کر دیں کہ ہر کوئی مصیبت کا شکار اور دکھی انسان نہ صرف دین اسلام کے سایہ عاطفت کو گوشہ عافیت سمجھے بلکہ رحمتہ للعالمین کے پیغام رحمت کو قبول کرکے دنیا و آخرت کی کامیابی سے ہمکنار ہو۔ اسی بنا پر اس امت کو بہترین امت قرار دیا تاکہ اس کے افراد خاتم النبیین کے دین کو اپنی سعی و کوشش سے اور رحمت و شفقت کی اخلاقی قوت سے ادیان عالم پر غالب کر دیں۔ اس لئے فرمایا:

کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتؤمنون باللہ (10)

کہ تم امتوں مین بہترین امت ہو جسے کل انسانیت کیلئے اس واسطے بھیجا گیا کہ اچھے کاموں کا حکم دیتے رہو اور برے کاموں سے روکتے ہوئے اللہ پر اپنے یقین کامل کو عملاً" ثابت کردو۔

اس واسطے اس امت کے بہترین امت ہونے اور اللہ پر اسکے یقین کامل کے ثبوت کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے کہ یہ امت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام رحمت عامہ کو دنیا والوں پر اجاگر کر دے تا کہ یہ ہر زاویہ زندگی کیلئے دین اسلام کی افادیت اور پیغام رحمت کی منفعت جہانوں پر عام ہو۔

قوموں کے قیام و بقا کی بنیاد

اس بنا پر قرآن نے حق و باطل کی آویزش میں قوموں کے قیام و بقا کا جو اصول بیان فرمایا ہے وہ بقائے اصلح کے حیاتیاتی تصور سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ اور جامع ہے قرآن کے نزدیک قوموں کے قیام و بقا کی بنیاد یہ ہے کہ کوئی قوم کس حد تک منفعت عامہ کا باعث بنتی ہے۔ اس نے کائنات ہستی کیلئے رحمت عامہ کا یہ قانون ٹھہرا دیا ہے کہ یہاں وہی چیز باقی رہ سکتی ہے جس میں نفع ہو جو نفع بخش نہیں وہ ٹھہر ہی نہیں سکتی اسے نیست و نابود ہونا ہے اور مٹ جانا ہے حق و باطل کے امتیاز کا معیار بھی یہی ہے اور یہی

راز رحمت عامہ کے پس منظر میں کارگر ہے کہ حق وہ ہے جو نفع بخش ہے اور جسے ثابت ہونا ٹک جانا اور باقی رہنا ہے۔ عربی میں حقوق کے معنی ہی قیام و ثبات کے ہیں اور باطل وہ ہے جو نافع نہیں اس لئے اس کا قدرتی خاصہ ہی یہ ہے کہ مٹ جائے محو ہو جائے اور ٹل جائے۔ فرمایا کہ ان الباطل کان زھوقا (12) واقعی باطل تو گئی گذری شے ہے۔

اس لئے قرآن کے نزدیک صالح وہ ہے جو نافع ہے اور نافع وہی ہے جو کائنات ہست و بود کیلئے فیضان فضل و رحمت بن کر جسم و روح کی کامیابیوں کا پیغام دے اس بنا پر آج اس امت رحمت کا فریضہ اولین یہ ہے کہ یہ امت رحمتہ للعالمین کے پیغام رحمت کو عملی طور پر ثابت کردے تاکہ سسکتی اور دم توڑتی انسانیت سکھ کا سانس لے سکے۔ اور جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود رحمت بن کر دوسروں کیلئے تڑپتے رہے آج ان کے پیروکار بھی انسانیت کیلئے تڑپنے اور ہمدردی و غمگساری کے ساتھ انسانوں کے کام آنے کی روش اختیار کریں۔ تاکہ یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ امت ہی واحد امت ہے جو انسانیت کے عام دکھوں کا مداوائے کامل بن سکتی ہے۔ چنانچہ فی الوقت امت مسلمہ کے قیام و بقا کی صرف یہی ایک راہ ہے۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اقوام عالم منفعت عامہ پر مبنی اپنے کارناموں کے ذریعے آگے بڑھیں اور اس امت کو باطل بن کر مٹ جانے اور عالم سے محو ہونے پر مجبور کر دیا جائے۔ اس نازک حقیقت کو ذہن نشین کرانے کیلئے قرآن نے نہایت سادہ اور عام فہم مثال بیان فرمائی ہے ارشاد ہے

انزل من السماء ماء فسالت او دیة بقدرھا فاحتمل السیل زبدا رابیا ومما یوقدون علیه فی النار ابتغاء حلة او متاع زبد مثله۔ کذالک یضرب اللہ الحق والباطل - فاما الزبد فیذھب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض - کذالک یضرب اللہ الامثال۔ (17)

جب آسمان سے پانی برستا ہے اور زمین کیلئے سرسبزی و شادابی کا سامان مہیا ہوتا ہے تو آپ دیکھتے ہیں کہ تمام وادیاں نہروں کی صورت میں رواں ہو جاتی ہیں اور جس وقت میل کچیل سے جھاگ بن بن کر پانی کی سطح پر اٹھتا ہے تو سیلاب کی لہریں اسے بہا لے جاتی ہیں اسی طرح کا جھاگ اس وقت بھی اٹھتا ہے جب لوگ زیور یا کوئی اور چیز بنانے کیلئے دھاتوں کو آگ میں تپاتے ہیں تو اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے کہ حق و باطل کی مثال بھی ایسے ہی ہے کہ اقوام عالم میں جو جھاگ ہوں اور کسی کے کام کے نہ رہیں وہ تو میل کچیل کی صورت میں ختم ہو کر رہ جائیں اور جو کائنات انسانی کے لئے نفع بخش ہوں وہ زمین میں جم کر ٹھہر جائیں اور غیر نافع قوتوں پر غالب آ کر رہیں۔

اس بنا پر کارخانہ ہستی کی فطرت کا دستور العمل بھی یہی ہے کہ جہاں تعمیر و تشکیل ہے وہاں تکمیل بھی

لازم ہے اور تکمیل اسی وقت ممکن ہو گی جب صرف نفع بخش قوتیں ہی باقی رہیں جو غیر نافع ہیں انہیں چھانٹ کر ضائع کر دیا جائے۔ چنانچہ اسی حقیقت کو قرآن نے بقائے انفع اور قضاء بالحق سے تعبیر فرمایا ہے اور رحمت عامہ کے فیضان و فضل کا مقتضا بھی یہی ہے۔

رحمتہ للعالمین کا اسوۂ حسنہ

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ کے ذریعے رحمت عامہ کے فیضان و فضل کے اسی تصور کو زندگی بھر اجاگر فرمایا کہ آپ کی ہر کوشش دکھی انسانوں کیلئے ان کے درد کا دراوا اور سسکتے اور دم توڑتے افراد کے واسطے علاج کامل ثابت ہوئی۔ اس لئے کہ آپؐ سب کی منفعت کے خواہاں ہیں اور کسی کی مضرت نہیں چاہتے فرمایا

عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم (18)

کہ انہیں ہماری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے وہ تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند ہیں اور ایمانداروں کے واسطے بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔

انسانیت کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و رأفت کا حال دیکھئے کہ آپ کو دوسروں کی منفعت کی فکر دامنگیر ہے اور ہر بات جو مضرت کا باعث ہے آپ پر کس قدر بھاری اور گراں ہے چنانچہ اس جذبہ کو آپ کی ذات گرامی میں نفع بخش حد تک کمال حاصل ہے جس کی بنا پر آپ نہ صرف ایمان والوں کے ساتھ شفیق اور مہربان ہیں بلکہ آپ کا یہ معاملہ ہر کس و ناکس کے ساتھ یکساں ہے اور آپ رحمتہ للعالمین کے منصب جلیل پر فائز ہیں۔

چنانچہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی صفت رحمت عامہ کے فیضان و فضل کا ذکر جمیل بڑے حسین انداز میں اس وقت فرمایا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا سے نزول وحی کے پہلے تجربہ کے بعد گھر تشریف لائے کہ آپ پر خوف طاری تھا جیسے کوئی بڑا حادثہ ہوا ہے۔ تو ام المومنین نے عرض کیا کہ

کلا واللہ مایخزیک اللہ ابدا انک لتصل الرحم و تحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق (9)

خدا کی قسم اللہ آپ کو ہرگز رسوا نہیں کریگا اس لئے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں نادار کا بوجھ اٹھاتے ہیں مسکین کو کھانا کھلاتے ہیں مہمان کی عزت کرتے ہیں اور مصائب کے وقت لوگوں کی اعانت کرتے ہیں۔

گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت عامہ کے اس ذکر جمیل کے ذریعہ ام المومنین رضی

اللہ عنہا نے اسلام کے بقائے انفع کے تصور کو اس انداز میں پیش فرمایا کہ یہ ثابت کردیا کہ دوسروں کے کام آنے والا بے کسوں کی خبرگیری کرنے والا بیمار اور نادار کا غم خوار کبھی مٹتا اور ذلیل و خوار نہیں ہوتا بلکہ قائم و باقی رہ کر اس طرح ہردلعزیز اور محبوب ہو جاتا ہے کہ پھر دنیا والے اس کے پیروکار اور اطاعت گزار بننے میں انتہائی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے حسن عمل اور اخلاق سے انسانوں کے دل جیت کر ان کی کایا پلٹ دیتا ہے۔ حق تعالیٰ بھی عالم میں پنپنے اور غالب آنے کیلئے صرف ایسوں کو ہی موقع دیتے ہیں جو زیادہ سے زیادہ دوسروں کے کام آئیں اور دکھی انسانوں کے دکھ درد میں شریک ہو کر ہمدردی اور غمخواری کا عملی مظاہرہ کریں چنانچہ دنیا والوں نے دیکھ لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے افادۂ عام اور فیضان عالم پر مبنی رحمت عامہ کا سبق لیکر صحابہ کرام عرب کے سنگلاخ اور بے آب و گیاہ ریگستان سے اٹھے اور چار دانگ عالم پر چھا گئے کہ قرآن نے ان کے غلبہ کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے کہ

هو الذی ارسل رسوله با لهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی بالله شهیدا ○ محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم (20)

اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے سیدھی راہ اور سچے دین کے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا والوں کے پاس اس لئے بھیجا تاکہ وہ ادیان عالم پر اسے غالب کردے اور اللہ تو حق کو ثابت کرنے کیلئے اکیلا ہی کافی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر زور آور ہیں اور آپس میں بڑے ہی رحم دل ہیں۔

رحماء بینهم کا خطاب عظیم

گویا کہ اس طریقہ سے رحمت عامہ کے فیضان و فضل کے کارکن رحماء بینهم کے خطاب عظیم کے ساتھ رحمۃ للعالمین کے دین رحمت کو لیکر یوں اٹھے کہ لیظهره علی الدین کله کی عملی تفسیر بن گئے۔ پھر ان کے سامنے دنیا زیر ہو کر رہی۔ اور انہوں نے جس طرف بھی نگاہیں اٹھا دیں کایا پلٹ گئی جیسا کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

آیت رحمت کی تفسیر

وما ارسلنٰک الا رحمة للعالمین کی آیت رحمت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ

من امن تمت له الرحمة فی الدنیا والاخرة ومن لم یؤمن عوفی مما کان یصیب

الامم (السالفة) من عاجل الدنيا من العذاب (ای من عذاب العام) من المسخ والخسف والقذف (21)

جو کوئی ایمان لے آیا دنیا و آخرت میں اس پر رحمت تام ہوئی اور جو کوئی ایمان نہ لایا تو اسے بھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب دنیا کے ان تمام فوری قسم کے عذابوں سے عافیت ملی جن کا پہلی امتیں شکار ہوتی رہیں جیسا کہ چہروں کا مسخ ہونا زمین میں دھنسایا جانا اور پتھر برسایا جانا۔

ایسے ہی جس وقت ابوجہل نے کفر و انکار پر انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب الیم کا مطالبہ کیا تو حق تعالیٰ شانہ' نے کافروں کو عذاب الٰہی کا مستحق اور سزا وار ہونے کے باوجود عذاب سے مستثنیٰ قرار دیا اس لئے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود رحمت اسی بات کا تقاضا کرتا ہے کہ رحمتہ للعالمین کی موجودگی میں بستی والوں پر عذاب نہ آئے۔ چنانچہ اعلان ہوا کہ

وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (22)

اے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز عذاب نہیں دے گا اس حال میں کہ آپ تشریف فرما ہوں آپ کی رأفت و رحمت کی عظمت کا تقاضا ہے کہ اپنے تو درکنار کافر دشمن بھی آپ کی شفقتوں سے بہرہ یاب ہوئے اور اپنوں نے آپ کی رہنمائی میں منفعت خلائق اور رحمت عامہ کا مشن جہانوں میں ایسا جاری فرما دیا کہ ہر کوئی دین اسلام کو جوق در جوق اپنانے لگا۔ ورنہ اگر آپ اور آپ کے ساتھی تندخو اور سخت مزاج ہوتے تو ایسے حوصلہ افزاء نتائج کا ظہور نہ ہو سکتا چنانچہ فرمایا کہ

فبما رحمة من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک (23)

یہ سب اللہ کی جانب سے عطا کردہ آپ کی صفت رحمت عامہ کی وجہ سے ہے کہ آپ لوگوں کے ساتھ نرم ہوئے ورنہ اگر آپ سخت اور سنگدل ہوتے تو سب لوگ آپ کے ماحول سے فرار ہو جاتے۔

لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو اتنا رحمدل بنایا کہ آپ مومن و کافر مشرک و منافق سب کے ساتھ رحمت و شفقت سے پیش آتے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں کہ

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی التوبة ونبی الرحمة (24)

چنانچہ جب آپ سے درخواست کی گئی کہ آپ مشرکین کے بارے میں بد دعا فرمائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا

انی لم ابعث لعانا وانما بعثت رحمة (25)

کہ مجھے لعنت بھیجنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا مجھے تو سراپا رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔

ذبیحہ کے ساتھ احسان

اسی بنا پر انسان تو درکنار بے زبان جانوروں اور پرندوں پر بھی آپ کی رحمت عام ہوئی یہاں تک کہ ذبح ہونے والے جانوروں پر بھی جن کا ہم گوشت کھاتے ہیں آپ کی رحمت شامل حال رہی کہ آپؐ نے فرمایا کہ

اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح ولیحد احدکم مشفرته فلیرح ذبیحته (26)

جب تم حلال جانور ذبح کرو تو اچھی طرح سے کیا کرو پس چاہیئے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی چھری تیز کر دے تاکہ ذبیحہ کو راحت ہو۔

یتیم پر شفقت

یتیم کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیر کر فرماتے کہ

انا وکافل الیتیم کھاتین فی الجنة ویشیر بالسبابة والوسطی (27)

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا دونوں جنت میں ایسے ہوں گے اور اپنی انگلیوں کو جوڑ کر اشارہ فرمایا

بچوں سے پیار

ننھے منے بچوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے نہلاتے اور اپنے سینے سے لگاتے پھر چومتے اور پیار کرتے ہوئے فرماتے

من لا یرحم لا یرحم جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا

پھر اعلان کرتے کہ الراحمون یرحمھم الرحمان رحم کرنے والوں پر خود رحمان ہے جو رحم کرتا ہے۔

ایک دفعہ آپ بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدوی نے دیکھ کر کہا کہ تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو۔

میرے دس بچے ہیں مگر میں نے کبھی بچوں کو پیار نہیں کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ

اواملک لک ان نزع اللہ من قلبک الرحمة (27)

تیرے لئے میرے بس میں کیا ہے اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت چھین لی ہے۔

غلاموں سے حسن سلوک

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں اور زیر دستوں پر بھی خصوصی شفقت فرمایا کرتے

تھے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو برا بھلا کہا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذرؓ کو ڈانٹا اور فرمایا کہ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاؤ انہیں بھی کھلاؤ جو خود پہنو انہیں بھی پہناؤ ان کو اتنا کام نہ دو جو وہ کر نہ سکیں۔

فرمایا کہ ایک بے درد اور بے رحم عورت اس لئے جہنم میں چلی گئی کہ اس نے بلی کو باندھ کر بھوکا مار ڈالا نہ تو اسے کچھ کھانے کو دیا اور نہ اسے چھوڑا کہ وہ زمین سے اپنی غذا حاصل کر سکے نیز فرمایا کہ ایک شخص پیاسے کتے کو پانی پلانے پر بخش دیا گیا۔ اس پر یہ اصول بیان فرمایا کہ

فی کل ذات کبد رطبة اجر

ہر زندہ اور تر جگر رکھنے والے جانور کی تکلیف دور کرنے میں ثواب ہے۔

غرضیکہ اگر آج بین الاقوامی سطح پر انسداد بے رحمی کیلئے اقدامات کئے جا رہے ہیں تو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل رحمت و عاطفت کا اسوۂ حسنہ پیش فرما کر ایک مثال قائم کر دی کہ جس کی آج تک نظیر تاریخ عالم میں دستیاب نہیں۔

رأفت رحمت کا ظہور کامل

جس طرح میدان عرفات میں خطبہ حجتہ الوداع کے اعلامیہ سے خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر دین اسلام کی تکمیل کا اعلان ہوا اسی طرح فتح مکہ کے موقع پر لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا وانتم الطلقاء کے اعلان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رأفت و رحمت کا ظہور کامل ہوا اور ایسا بے مثال مظاہرہ کائنات ہست و بود میں دیکھنے میں آیا جس کی کوئی نظیر نہیں جب کہ جاں نثار ساتھی جوش انتقام سے سرشار ہو کر الیوم یوم الملحمتہ کے نعرے لگا رہے تھے۔ اور سارا عالم دم بخود تھا کہ ابھی آن واحد میں ضرور کچھ ہونے والا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی حشر بپا ہو گا۔ اور ظالموں کو ظلم و ستم ڈھانے کے بدلہ میں کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ لیکن رحمتہ للعالمین کی رحمت عامہ جوش میں آئی جس نے جیالے اور بہادر ساتھیوں کا رخ یکدم موڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ ٹھہر جاؤ آج کا دن لڑائی اور جنگ کا دن نہیں انتقام اور خون خرابے کا دن نہیں بلکہ معافی اور بخشش کا دن ہے رحمت اور شفقت کا دن ہے محبت اور عاطفت کا دن ہے۔ اس لئے اعلان ہوا الیوم یوم المرحمتہ کہ آج کا دن رحم و کرم کا اور امن و امان کا دن ہے جاؤ تم سب آزاد ہو آج ہر اس شخص کو امان ہے جو اللہ کے گھر میں داخل ہو جائے خود اپنے ہی گھر میں چھپا رہے یا ابوسفیان کے ہاں پناہ لے لے۔

آج کے دن رحمتہ للعالمین کی بخشش و جان نوازی کا مشاہدہ کیجئے اور فراخ حوصلگی اور عظمت کا حال

دیکھئے کہ آپ نے سب سے بڑے دشمن اور نبوت کے سب سے بڑے مخالف ابو سفیان کو بھی بالکل معاف کر کے ایک لمحے میں اسلامی مملکت کا معزز شہری بنا دیا۔

معافی کا یہ عالم کہ آپ نے ہبار جیسے شخص کو بھی معاف فرما دیا جس نے بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مکہ سے مدینہ کی جانب سفر کے دوران نیزہ مارا کہ آپ انتقال فرما گئیں۔

ھندہ کی معافی

ھندہ جو ابوسفیان کی بیوی تھی جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کرایا اور سینہ چاک کر کے کلیجہ نکالا اور کچا چبا گئی پھر حضرت حمزہؓ کے ناک و کان کاٹے دھاگے میں پروئے اور جوش انتقام میں گلے کا ہار بنایا لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اسے معاف فرما دیا بلکہ چچا کے قاتل کو بھی اس کی درخواست پر حلقہ بگوش اسلام فرمایا اور اعلان کیا کہ ہر کوئی جو ایمان لے آئے اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف ہو گئے گویا کہ وہ ایسا ہے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے آیا ہے۔

طائف کا حادثہ

اہل طائف نے آپ کو اینٹوں اور پتھروں سے لہولہان کر دیا حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے کہ اگر آپ حکم دیں تو اس بستی کے رہنے والوں کو غرق کر دیا جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں اور یہ لوگ مجھے نہیں جانتے اے اللہ انہیں راہ ہدایت دکھا اور توفیق دے کہ یہ مجھے پہچانیں۔ پھر اوطاس کے موقع پر تمام قیدیوں کو معاف فرما دیا جن میں سے اکثر اہل طائف تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سفر طائف کے وقت اینٹوں کی بارش کرنے والوں میں شامل تھے۔

ثمامہ ابن اثال کا واقعہ

ثمامہ ابن اثال جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین دشمن تھا گرفتار ہو کر 5 ھ میں حضور کے سامنے پیش کیا گیا تو آپؐ نے حال پوچھا ثمامہ نے جواب دیا "اگر آپ میرے بارے میں قتل کا حکم دیں گے تو ایک خونی اس کا سزاوار ہے بخش دیں گے تو شکر گذار ہوں گا جرمانہ لینا چاہیں گے تو حاضر ہوں رقم کا تعین فرما دیجئے" لیکن آپ نے اس کے باوجود اسے رہا کرنے کا حکم صادر فرمایا ثمامہ رہا ہوتے ہی قریب کے باغ میں گیا وہاں غسل کیا اور آتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر قبول اسلام سے مشرف ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اعلان کرنے لگا کہ "اے اللہ کے رسول دنیا میں آپ سے زیادہ میں کسی سے نفرت نہیں کرتا تھا لیکن اب دنیا میں آپ سے بڑھ کر محبوب میری نظر میں کوئی نہیں ہے"۔

آفاقی منشور اخلاق

حقیقت یہ ہے کہ تاریخ عالم میں رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی معافی اور بخشش رحمت و رأفت رواداری اور وسعت قلبی کی مثال نہیں نتیجہ یہ ہے کہ آپ کی مقدس زندگی کائنات انسانی کیلئے نمونہ عمل ہے آپ نے کبھی اپنی ذات کیلئے کسی سے بدلہ نہیں لیا آپ نے ہر قسم کے تعصبات سے بالا ہو کر ایسا آفاقی منشور اخلاق پیش فرمایا جو آج بھی انسانوں کیلئے مشعل راہ ہے خاص طور پر آج کے دور میں جب بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے اور بیٹا باپ کی شفقت سے محروم ہے اس بات کی اہمیت پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی ہے کہ ہم زندگیوں میں رحمت عامہ کے تصور کو عملی طور پر اپنائیں اور اپنے اخلاق حسنہ سے دین اسلام کو ادیان عالم پر غالب کرنے میں پوری طرح کامیاب ہوں۔

رحمت جامد نہیں متحرک شے ہے

نیز چونکہ رحمت جامد نہیں متحرک شے کا نام ہے اور اس میں رقت، گداز اور سوز کارگر ہوتا ہے اس لئے رحمت وہ ہے جو حرکت کرے چلے اور بہہ جائے اگر رک جائے تو وہ رحمت نہیں رحمت اسی صورت میں ہے جب اسکا فیضان و فضل جاری و ساری رہے رحمت میں حرکت ہو گی تو خیر و برکت پر مبنی نتائج رونما ہوں گے اور رحمت خیروعافیت کا پیغام لائے گی اور ہر ایک کو امن و امان اور طمانیت و احسان سے بہرہ یاب کرے گی۔

مسلمانوں نے جب سے رحمت عامہ کی حد بندی کر کے عنایات خداوندی کو عملاً" جامد قرار دیا ہے اور رحمتہ للعالمین کے فیضان و فضل کے خزانوں کو انسانیان عالم کیلئے عام کرنے کی بجائے انہیں محدود خیال کر کے اپنے آپ تک مرتکز کر دیا ہے تو خود مسلمان کی حیثیت خزانے پر بیٹھنے والے سانپ کی سی ہو کر رہ گئی ہے کہ جس کی بنا پر مسلمان قوم ہر لحاظ سے خائب و خاسر ہے۔ اور ذلت و خواری کا شکار ہو کر اقوام عالم کے روبرو زیر دستی پر مجبور ہے۔ حالانکہ اگر ایمان والے اپنے اسلاف کے بے پایاں کارناموں کی روشنی میں دعوت دین کو انسانیت کیلئے فیض عام اور منفعت خلائق کا ذریعہ بناتے تو ہر کس و ناکس کیلئے دنیا و آخرت میں فوز و فلاح کا حصول آسان ہو جاتا۔

انسانوں کے دکھوں کا مداوا

آج دنیائے اسلام میں مادی اور معدنی دولت کی فراوانی کے ساتھ افرادی قوت بھی دوسروں سے کہیں زیادہ ہے پورے عالم کا سب سے اہم خطہ ارضی انہی کے اثر میں ہے۔ اقوام متحدہ میں بھی مسلمان رکن ممالک کی تعداد ایک تہائی سے زیادہ ہے۔ مغرب کے بینکار ان ہی کی دولت کے بل بوتے پر اپنے

کاروبار چلا رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود جب سے ایمان والوں نے اپنی عملی زندگی میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام رحمت کو عام کرنے اور انسانیان عالم میں آگے بڑھانے سے پہلو تہی کی راہ اختیار کی ہے۔ ذلیل و خوار ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ مسلمان دنیا بھر کے انسانوں کے دکھوں کا مداوا بن کر اٹھیں اور جہانوں میں رحمتہ للعالمین کی رحمت کو عام کر کے دم لیں۔

عقوبات ثلاثہ سے نجات کی راہ

آج دنیا افلاس جہالت اور مرض کی عقوبات ثلاثہ میں مبتلا ہے امت مسلمہ کا آج کا سب سے بڑا فریضہ یہ ہے کہ اس کا ہر فرد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ رحمت کو مشعل راہ بنا کر اٹھے اور کائنات انسانی کو ان عقوبات ثلاثہ سے نجات کی راہ دکھائے۔ دنیا اس بات کی منتظر ہے اور امید کی نظریں اسلامیان عالم پر ہیں کہ دین اسلام کا داعی کب اور کس وقت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت عامہ کے عظیم مشن کو لے کر اٹھتا ہے اور کمال رأفت و رحمت پر مبنی اصول و ضوابط کو عالم پر نافذ کرتا ہے۔

آج اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمان اپنے تمام تر قدرتی وسائل اور مالی ذرائع دل کھول کر جہانیان عالم پر خرچ کرنے کا بیڑا اٹھائیں اور اپنے طور پر جدید طرز کے ہسپتالوں تعلیمی اور تحقیقی اداروں سائنسی اور فلاحی مرکزوں کا قیام عمل میں لا کر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمت عامہ اور فیضان عالم کے تصور کی حقیقت جہانوں پر اجاگر کر دیں پھر یہ کام نہ صرف عالمی سطح پر مسلمان حکومتیں باہمی اشتراک و تعاون سے سرانجام دیں بلکہ ہر مخیر اور صاحب حیثیت مسلمان فرد بھی اس کار خیر میں بھرپور حصہ لے تاکہ اقوام عالم کے درمیان قیام و بقا کی حالیہ دوڑ میں امت مسلمہ کامیابی کے ساتھ اپنی منزل کو حاصل کر سکے۔

حوالہ جات

1- بخاری، امام، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح البخاری، دارالفکر، الجزء الاول، کتاب الصلوٰۃ، صفحہ 113-

2- الانبیاء: 107

3- راغب الاصفہانی، المفردات فی غریب القرآن، صفحہ 119

4- ابوالکلام، مولانا، ترجمان القرآن، جلد اول، صفحہ 98

5- الاعراف: 156

6- الانعام: 12

7-

8- ابن کثیر، علامہ، تفسیر القرآن العظیم، سہیل اکیڈمی، لاہور، جلد دوم، صفحہ 249

9- محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، صفحہ جلد اول، صفحہ 81

10- قرطبی، ابی عبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، دارالکاتب العربیہ، مصر، 1967، جلد اول، صفحہ 138

11- الجاثیہ: 20

12- یونس: 57

13- العنکبوت: 51

14- البقرۃ: 201

15- آل عمران: 110

16- بنی اسرائیل: 81

17- الرعد: 17

18- التوبتہ: 128

19- بخاری، الجامع الصحیح البخاری، جلد اول، صفحہ 3، باب کیف بدء الوحی

20- الفتح: 28، 29

21- ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد سوم، صفحہ 202

22- الانفال: 33

23- آل عمران: 159

-24

-25 مسلم' الجامع الصحیح' اصح المطابع' قدیمی کتب خانہ کراچی' جلد دوم' صفحہ 323 حدیث نمبر 6489 - کتاب البر والصلہ' باب النہی عن لعن الدواب

-26 مسلم' الجامع الصحیح' اصح المطابع' قدیمی کتب خانہ' کراچی' دوسری جلد' صفحہ 152 کتاب الصید والذبائح' باب الامر بالاحسان الذبح والقتل ولحدید الشفرہ

-27 بخاری' الجامع الصحیح' اصح المطابع' کراچی - دوسری جلد' صفحہ 888 کتاب الادب' باب فضل من یعول یتیما

-28 مسلم' الجامع الصحیح' جلد ہفتم' صفحہ 77 باب رحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان والعیال وتواضعہ فضل ذالک

★ ★ ★ ★ ★